ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر افتخار احمد سلہری

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

واصف لطیف

لیکچرر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

لوک ادب میں سکندرِ اعظم کا پنجاب پر حملہ

Dr. Iftikhar Ahmad Sulehri

Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.

Wasif Latif

Lecturer, Department of Urdu, GC University, Lahore.

The Invasion of Sikandar e Azam on Punjab in folk literature

In this article the invasion of Sikander e Azam on Punjab has been described. He had attacked on Punjab in 326 BC. Raja Umbhi of Taxila accepted his obedience and invited to attack his enemy Raja Porus. Raja Porus defeated Alexander the Great. The battle between Raja Porus and Alexander continued. When Raja Porus tried to spear Alexander, his eyes fell on the Ganna tied on his hand. And he remembered his promise to his sister Noshaba, that he would not kill his sister's boyfriend. In order to keep his promise, he leaves Alexander and does not care about his own life. Then, when he is wounded and presented to the court as a prisoner by Alexander's soldiers, Alexander asks the king what to do with him. King Porus bravely responds that I should be treated as one King treats another King. Alexander was impressed by King Porus's answer and seeing his bravery, returns his kingdom to him and goes back.

Keywords: *Sikander e Azam, Raja Porus, Punjab, invasion, 326 BC, Raja Umbhi, Taxila, Noshaba, kingdom.*

لوک ادب سے مراد ایسا ادب ہے جو کسی فرد واحد کی تخلیق نہیں ہوتا بلکہ سماجی تخلیقی عمل ہوتا ہے۔ یہ عوام کے اجتماعی سماجی میل جول کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خودرو ادب ہے جو خود بخود ہی بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لوک ادب کسی خطے کے انسانوں کی سیاسی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کا عکاس ہوتا ہے۔ اس میں خطے کے رہنے والے لوگوں کے رسم ورواج، عقائد، توہمات بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس نے پیدائش سے لے کر موت تک پوری زندگی کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ اس طرح کسی قوم کے اجتماعی لاشعور تک پہنچنا ہو تو اس کا سب سے بڑا اور بہترین ذریعہ لوک ادب ہی ہوتا ہے۔ اس سے ہمیں ماضی سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ دوسرے علوم سے وابستہ لوگ بھی تاریخ سے استفادہ کر کے کسی بھی شعبہ زندگی میں بہتر طور پر کام کر سکتے ہیں۔ لوک ادب سماجی علوم سے بہت بڑھ کر ہے جس سے ہمیں اس کی برتری کا اندازہ ہوتا ہے۔ لوک ادب اور تاریخ کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر پنجاب بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پاکستان کی تاریخ نہیں لکھی جا سکتی۔ اس مقالے میں لوک ادب کے ذریعے سکندرِ اعظم کے پنجاب پر حملے کا جائزہ لیا جائے گا۔

قدیم زمانے سے لے کر اب تک جتنی شہرت سکندرِ اعظم کو ملی ہے دُنیا کے کسی اور بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس کے نام سے تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے۔ وہ ۳۵۶ق۔م میں مقدونیہ کے فلپ کے گھر پیلہ کے مقام پر پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے ننھیالی رشتے داروں لیونی ڈس اور لائسی میکس سے حاصل کی۔ پھر ارسطو کی شاگردی اختیار کی۔ اس عظیم فلاسفر نے سکندر کو حکومت اور جنگ کرنے کے گُر سکھائے۔ بچپن میں ہی اس نے تھیبز کے خلاف جنگ میں اپنی بہادری ثابت کر دی تھی۔ فلپ کی وفات کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں اس نے ۳۳۶ق۔م کو حکومت سنبھال لی۔ یہودیوں کے علاوہ ساری قومیں اس وقت بت پرست تھیں۔ فارس کے لوگ زرتشت مذہب کے پیروکار تھے۔ یونان کا چھوٹا سا ملک بے شمار ریاستوں میں منقسم تھا۔ ان کی نااتفاقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سکندر نے یونان کو فتح کر لیا۔ سکندر کے زمانے میں یونانیوں کا خیال تھا کہ پنجاب دنیا کے آخری کونے مشرق میں واقع ہے اور اس سے آگے دُنیا ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس نے مال و دولت اکٹھا کرنے کے ارادے سے ہندوستان کا رُخ کیا۔ ہندوستان پر یہ پہلا یورپی حملہ تھا۔ اس نے ۳۲۶ق۔م میں درہ خیبر کے راستے پنجاب پر دھاوا بول دیا۔ ٹیکسلا کے راجا امبھی نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے دُشمن راجا پورس پر حملہ کرنے کی ہلاشیری دی۔ ساتھ ہی بہت ساری مالی اور فوجی امداد بھی دی پر راجا پورس نے ڈٹ کر سکندر کا مقابلہ کیا۔ ڈاکٹر منظور اعجاز کے مطابق:

> ”پنجاب وچ سکندر دا پہلا وڈا ٹاکرا ٹیکسلا دے راجے امبھی نال ہونا سی پر اوہ آون والے دھاڑوی نال رل گیا کیوں جو اوہدا راجہ پورس نال ویر سی جیہڑا جہلم تے چناب دے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

وچکارلے علاقے تے راج کرداسی۔ ٹیکسلا دے نال امبھی سار دا پہاڑی راجہ وی سکندر دا مطیع ہو گیا۔ ٹیکسلا دے راجے نے پورس تے حملے وچ سکندر داساتھ دتا۔"[۱]

امپیریل گزٹیئر آف انڈیا میں اس واقعے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"In 326 B.C he crossed the river at Ohind or Und, invading there by a dependency of Porus (Paurana), whose kingdom lay in the Chaj Doab. The capital of this dependency was Taxila Sanskrit (Takshasila), now the ruins of shahdheri, but then a great and flourishing city, which lay there marches from the Indus. Its governor Omphis (Ambhi) or Taxiles, was in revolt against Porus, and received the Macedonians hospitably."[2]

راجا امبھی کی غداری کی وجہ سے سکندر ٹیکسلا تک پہنچ گیا اور راجا پورس کو ہتھیار ڈالنے کا کہا۔ راجا پورس نے سکندر کی بات پر دھیان نہ دیا اور لڑائی کے لیے میدان میں اتر آیا۔ "کمال کہانی" میں اس واقعے کے بارے میں وضاحت اس طرح ملتی ہے:

"سکندر ٹیکسلے اُتے آ گیا ہے۔ راجا امبھی ہویا ہے ٹیکسلا دا راجا۔ اوس باجھ لڑائی دے ہتھیار سُٹ دتن۔ امبھی دا ہتھیار سُٹنا کہ سکندر دی تک سومنات تک جا کھلی اے۔ مینوں ہن کوئی ڈک نہیں سکدا۔ سکندر ویہت دے لہندے آلے پاسے رُکیا ہے۔ ایلچی گھلیا سو پورس آل کہ میں سُندا رہنا ہاں کہ توں وڈا ضدی جیہا راجا ہیں۔ میں جاونا سومنات اُتے۔ ہتھیار سُٹ جیویں امبھی سُٹن۔ مینوں گھن دے۔ پورس ولد اگھلیا، امبھی راجا ہے پر راجپوت نہیں۔ نسلی نہیں۔ نسل مجبور کریندی ہے لڑن کان۔"[۳]

راجا پورس ایک بہادر راجا تھا اور زندگی میں اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود اس نے سکندر سے ہار نہیں مانی۔ اس بارے میں سعید بھٹار قمطراز ہیں:

"سکندر نوں اپنے جیون وچ سبھ توں اوکھی جنگ راجا پورس نال لڑنی پئی۔ ایہدے مگروں یونانیاں سانگلہ تے ملتان دے قلعے کوئی راہ وینداں فتح ناہن کر لئے۔ ایہناں جنگاں وچ وی وڈی تباہی مچی تے اوڑک سکندر دی فوج بیاس دریا جھاگن توں نابر تھی گئی تے اوہدا اگاجمنا ول ودھن دا سفنا کھیر وکھیر وہو گیا۔" (۴)

اس طرح راجا پورس اور سکندر کے درمیان لڑائی ہوتی ہے۔ راجا پورس جب سکندر کو برچھا مارنے لگتا ہے تو اس کی نظر اپنے ہاتھ پر بندھے ہوئے گانے پر پڑتی ہے جو اس کی منہ بولی بہن نے باندھا ہوتا ہے۔ راجا پورس کی منہ بولی بہن نوشابہ راجا کو گانا باندھتے وقت وعدہ لیتی ہے کہ وہ اس کے محبوب سکندر کو نہیں مارے گا۔ اس لیے راجا پورس اس کو جان سے نہیں مارتا:

"سکندر گھوڑے اُتے چڑھ کے آیا ہے۔ پورس ہاتھی اُتے ہا۔ پورس ہتھ الار کے سٹواں برچھا مارن کارن برچھا تولیا ہے۔ شست ٹھہراون لگیاں گانے تے نظر پئی سو۔ ہنجوٹیاں سو۔ ہائے ز بانے، تینوں وڈھ سٹاں۔ ہن راجپوت نیہوں رہندا جے سکندر ماراں۔" (۵)

تیر لگنے سے راجا پورس بے ہوش ہو جاتا ہے۔ سکندر اپنے قریبی دوست میر و کو بھیجتا ہے کہ راجا پورس کو عزت و احترام کے ساتھ خیمے میں لائے۔ جیسے ہی ہندوستانی بادشاہ خیمے میں پہنچتا ہے سکندر اسے ملنے کے لیے آگے بڑھتا ہے اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر بڑا متاثر ہوتا ہے۔ وہ راجا سے پوچھتا ہے کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ سیّد محمد لطیف اس واقعے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"Alexander asked the fallen king what he would wish him to do for him. 'To treat me' replied Porus, like a king. 'The Mace-donian king, smiling, rejoined: 'That I would do for my own sake, but tell me what I may do for thee.' All my wishes, "answered the Indian monarch, 'are summed up in my first reply.' (6)

سکندر کے پوچھنے پر راجا پورس جواب دیتا ہے کہ میرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ایک بادشاہ، بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کی وضاحت ایک لوک اکھان میں اس طرح ہوتی ہے: "بادشاہ نال بادشاہواں والا ای

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سلوک کیتا جاندا اے۔" (۷) راجا پورس کا جواب سن کر سکندر ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس کی بہادری کی تعریف کرتا ہے:

"میں دنیا دے بادشاہ ڈٹھن پر تیرے جیہا بہادر نہیں ڈٹھا۔ پورس آکھیا، 'میں وی دنیا تے بادشاہ ڈٹھن پر تیرے جیہا کمینہ کوئی نہیں ڈٹھا' سکندر آکھیا، 'میں کمینہ کیوں آں؟' اکھے، 'کمینہ نہ ہونداں تاں ایلچی بن کے میرے دربار کوئی ناہیا آونا۔ شیر نوں گدڑ بننا مہنا اے۔ میرا حق ہا تینوں عمر قید کرنایاں قتل کرنا پر میں تینوں چھڈ دِتا۔ ایہہ دو آکمین پنا ہے جیہڑا ہٹ کے لڑپیا ہیں۔" (۸)

لوک ادب کے ذریعے سکندر کی بزدلی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا راستہ پنجابیوں نے ہی روکا تھا اور وہ لڑائی سے تنگ آکر راوی اور بیاس کے درمیانی علاقے میں سے ہی ساہیوال، ملتان اور سندھ کے راستے واپس چلا گیا۔ اس بات کی وضاحت اس کہاوت کے ذریعے یوں ہوتی ہے:

"سلطان سکندر، کھائے باہر تے نکے اندر" (۹)

ملھی قوم ملتان میں سکندر اعظم کے ساتھ بڑی بہادری سے لڑی اور اس کے دانت کھٹے کر دیے۔ وہ زخمی ہو کر یونان کی طرف بھاگا اور راستے میں ہی مر گیا۔ ڈاکٹر منظور اعجاز لکھتے ہیں:

"مڑ دی واری سکندر دا مقابلہ ملتان تے اُچ دے مالی برہمناں نال وی ہویا۔" (۱۰)

سکندر اعظم جب راوی تک پہنچا تو اس کی فوج کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ ایک جگہ سکندر زخمی ہو گیا اور افواہ پھیل گئی کہ وہ مر گیا ہے۔ یہ افواہ سن کر فوج میں افراتفری پھیل گئی۔ اس لیے اس نے ستلج تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کو واپس بھیج دیا۔ اس علاقے میں اس کا مقابلہ ملھی قوم سے ہوا۔ اس بارے میں میکرنڈل لکھتے ہیں:

"But according to Arrian, Strabo and Plutarch, the city where Alexander was nearly wounded to death belonged to the Malloi." (11)

مندرجہ ذیل کہاوت میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

سنگلی جنھاں دی ڈاڈھی، سوڈھی جنھاں دی ماء

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ملھی جنے پنج پتر، ڈاہر، بھٹہ، ناچ، شجراء تے لنگاہ (۱۲)

المختصر یہ کہ سکندر اعظم نے ۳۲۶ق۔م میں پنجاب پر حملہ کیا۔ ٹیکسلا کے راجا امبھی نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے دشمن راجا پورس پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ راجا پورس نے سکندر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لڑائی کے دوران جب راجا پورس سکندر کو برچھا مارنے لگتا ہے تو اس کی نظر اپنے ہاتھ پر بندھے گانے پر پڑتی ہے تو اسے اپنی منہ بولی بہن نوشابہ کے ساتھ کیا وعدہ یاد آجاتا ہے کہ اوہ اس کے دوست سکندر کو نہیں مارے گا۔ اپنا وعدہ نبھانے کے لیے وہ سکندر کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ پھر جب زخمی حالت میں سکندر کے سپاہی اسے قیدی کی شکل میں دربار میں پیش کرتے ہیں تو سکندر راجا پورس سے پوچھتا ہے کہ بتاؤ آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ راجا پورس بہادری سے جواب دیتا ہے کہ میرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔ سکندر راجا پورس کا جواب سن کر بڑا متاثر ہوتا ہے اور اس کی بہادری کو دیکھتے ہوئے اس کی بادشاہت واپس کر دیتا ہے اور اپنے ملک واپس چلا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر منظور اعجاز، پنجاب دی لوک تاریخ، لاہور: کتاب ترنجن، ۲۰۱۹ء، ص: ۱۲۰۔

2. Government of Punjab, Imperial Gazetteer of India, Vol 1, Lahore: Aziz Publishers, 1976, P. 17.

۳۔ سعید بھُٹا، کمال کہانی، لاہور: سانجھ، ۲۰۰۶ء، ص: ۴۰۔

۴۔ سعید بھُٹا، راج دھارا تے لوک تکنی، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۲۰۲۰ء، ص: ۳۴۔

۵۔ سعید بھُٹا، کمال کہانی، ص: ۴۴۔

6. Syed Muhammad Latif, History of the Punjab, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2009, P. 65.

۷۔ افتخار احمد سلہری، ڈاکٹر، ”لوک ادب وچ بدیسی دھاڑوی“، مشمولہ: سلیکھ، شمارہ: ۱، جنوری ۲۰۱۸ء، ص: ۱۲۶۔

۸۔ سعید بھُٹا، کمال کہانی، ص: ۴۴۔

۹۔ ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر، آپنا گراں ہووے، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۲۰۰۹ء، ص: ۴۵۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۰۔ منظور اعجاز، ڈاکٹر، پنجاب دی لوک تاریخ، ص:۱۲۲۔

11. J. W. Mc Crindle, ed. The Invasion of India by Alexander The Great, London: Methuen & Co, 1969, P. 236.

۱۲۔ شوکت مغل، سرائیکی اکھان، جلد دوم، ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۰۴ء، ص:۴۱۔